تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

⚙⚙⚙ تقریر ⚙⚙⚙

# صبر واستقامت اور اِس کی اہمیت وبرکات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرہ:154)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو
آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا
رخ پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی

**معزز سامعین!** آج میری تقریر کا عنوان ہے۔صبر واستقامت اور اِس کی اہمیت وبرکات

صبر ایک اعلیٰ درجہ کا جامع خُلق ہے۔انسان کا مصیبت اور مشکل کے وقت برداشت سے کام لینا صبر کہلاتا ہے۔بظاہر یہ تین حرفی لفظ اپنے اندر ہمت، حوصلہ، برداشت، نرمی اور سکون کی پوری کائنات سموئے ہوئے ہے۔علمائے کرام نے بنیادی طور پر صبر کی تین اقسام بیان کی ہیں۔مصیبت پر صبر کرنا، اطاعت کی مشقتوں پر صبر سے استقامت دکھلانا اور نفس کو گناہ سے روکنے پر صبر سے کام لینا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”اَلصَّبۡرُ: صبر کے اصل معنے تو رکنے کے ہیں مگر اس لفظ کے استعمال کے لحاظ سے اس کے مختلف معانی ہیں۔چنانچہ اس کے ایک معنے تَرۡکُ الشِّکۡوٰی مِنۡ اَلَمِ الۡبَلۡوٰی لِغَیۡرِ اللّٰہِ یعنی جب کوئی مصیبت اور ابتلاء وغیرہ انسان کو پہنچے اور اس سے تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے پاس اس کی شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے۔ہاں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی بے کسی کی شکایت کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔چنانچہ لغت کی کتاب اقرب الموارد میں لکھا ہے۔اِذَا دَعَا اللّٰہَ الۡعَبۡدُ فِیۡ کَشۡفِ الضُّرِّ عَنۡہُ لَایُقۡدَحُ فِیۡ صَبۡرِہٖ جب بندہ خدا تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے دور کرنے کے لئے دعا کرتا ہے تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس نے بے صبری دکھائی ہے۔کلیات ابی البقاء میں لکھا ہے کہ صبر انسان کی ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے اور مختلف حالات میں اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔اَمَّا فِی الۡمُحَارَبَۃِ فَشَجَاعَۃٌ اگر لڑائی میں انسان استقامت سے کام لے اور مشکلات سے نہ گھبرائے تو اسے شجاعت کہتے ہیں۔وَفِیۡ اِمۡسَاکِ النَّفۡسِ عَنِ الۡفُضُوۡلِ اَیۡ عَنۡ طَلَبِ مَایَفۡضُلُ عَنۡ قَوَامِ الۡمَعِیۡشَۃِ فَقَنَاعَۃٌ وَعِفَّۃٌ اور اگر ضروریاتِ زندگی سے زائد چیزوں کے متعلق انسان اپنی خواہشات کو ترک کر دے اور نفس کو روک لے تو اسے قناعت اور عفت کہتے ہیں۔چونکہ صبر کے اصل معنے رکنے کے ہوتے ہیں اس لئے محققین لغت نے لکھا ہے کہ اَلصَّبۡرُ صَبۡرَانِ صَبۡرٌ عَلٰی مَاتَھۡوِیۡ وَصَبۡرٌ عَلٰی مَاتَکۡرَہُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں۔جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آجائے۔اس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔(1) پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ (لقمان:18) تجھے جو کچھ تکلیف پہنچے اس پر تو صبر سے کام لے یعنی جزع فزع نہ کر۔(2) دوسرے نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط پکڑ

لینا۔ ان معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا (الدھر:25) اپنے رب کے حکم پر قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گزار کی اطاعت نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر احکام قرب الٰہی کے حصول کے لئے دیئے گئے ہیں ان پر استقلال سے قائم رہنا اور اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا بھی صبر کہلاتا ہے (3) تیسرے معنے اس کے بدی سے رکے رہنے کے ہیں۔ ان معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (حجرات:6) یعنی اگر وہ تجھے بلانے کے گناہ سے باز رہتے اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ تو باہر نکلتا تو یہ ان کے لئے بہت اچھا ہوتا مگر اب بھی وہ اصلاح کر لیں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 283۔284)

**سامعین!** ہمارے پیارے مذہب اسلام میں انسان کو انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز کیا گیا ہے۔ اسلام نے ہمیں زندگی گزارنے کے جو سنہرے اصول بتائے ہیں انہیں میں سے ایک اصول صبر اور برداشت کرنا ہے۔ اگر انسان صبر اختیار کرے تو اس میں کئی خُلق جمع ہو جاتے ہیں۔ یقیناً صبر بہت سی اخلاقی خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ صبر کے بغیر انسان روزِ آخر پر ایمان نہیں لا سکتا۔ صبر ہی سے وہ زندگی کے معاملات کو آخرت کے اجر و ثواب سے جوڑتا ہے۔ شکر اور صبر، استقامت کے ستون ہیں جن کی بدولت رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ مومن کے لیے ہر تکلیف کا اجر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبتا ہے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔"

(بخاری کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارۃ المرض)

دکھ اور تکلیفوں کو اللہ کے غضب اور قہر کا ظہور ہی نہیں سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے اس میں خیر اور رحمت کا سامان ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے گناہوں کی صفائی اور تطہیر ہوتی ہے۔ تکالیف اور بیماریاں اجر و ثواب کا باعث بنتی ہیں۔ شرط یہ ہے کہ انسان شکوہ و شکایت زبان پر نہ لائے۔ صبر کا مظاہرہ کرے اور اجر کی امید رکھے۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اگر اِسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجالاتا ہے تو یہ امر اِس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اِس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔

(مسلم کتاب الزھد باب المومن امرہ کلہ خیر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب مَیں مومن بندے کی دنیا سے کوئی قیمتی اور محبوب چیز لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کی جزا سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

(بخاری کتاب الرقاق)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کو مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق "اِنَّا لِلّٰہِ" پڑھ کر یہ دعا کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا کہ اے اللہ! مجھے اس مصیبت کا اجر عطا کر اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا کر تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔

(مسلم کتاب الجنائز باب مایقال عند المصیبۃ)

**سامعین!** رب العالمین ستر ماؤں سے زیادہ مہربان ہے مگر وہ قہار اور جبار بھی ہے کرم کی بارش کے ساتھ آزمائشوں اور سزاؤں کے صحراؤں سے بھی گزارتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء پر آتی ہے پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ، بندے کو اس کے دین کے مطابق ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اگر وہ اپنے دین میں پختہ ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں کچھ نرمی ہوتی ہے تو اس کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے اور ایک بندۂ خدا اُس وقت تک آزمائشوں کا نشانہ بنا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ آزمائشوں کا نشانہ رہنے کی وجہ سے زمین پر چلنے والا ایسا وجود ہو جاتا ہے جس کی کوئی خطا باقی نہیں رہتی۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الصبر علی البلاء)

یہ آزمائشیں یوں ہی عطا نہیں ہوتیں
جو لوگ خاص ہوں وہ آزمائے جاتے ہیں

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صدمہ سے دل کا متاثر ہونا یا آنکھوں سے آنسو بہنا' صبر کے منافی نہیں صبر کا تقاضا صرف اتنا ہے کہ بندہ مصیبت اور صدمہ کو اللہ تعالیٰ کی مشیئت یقین کرتے ہوئے اس کو بندگی کی شان کے ساتھ برداشت کرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ باقی دل کا متاثر ہونا اور آنکھوں سے آنسو بہنا قلب کی رقت اور اس جذبہ رحمت کا لازمی نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی فطرت میں ودیعت کر رکھا ہے۔

صبر ایک عظیم نعمت ہے جو مقدر والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ صبر کا دینِ اسلام میں بڑا مقام ہے۔ عام انسان یہ سمجھتا ہے کہ صبر گویا ایک کمزوری ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی منازل میں سے ایک منزل صبر کی بھی ہے۔ صبر کی اہمیت اس بات سے عیاں ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے ہاں اس کا بے حساب اجر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو ان الفاظ میں بشارت دیتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (البقرہ:154) کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

زندگی میں صبر کا ہونا بہت ضروری ہے جس نے صبر کرنا سیکھ لیا سمجھ لیں اُس نے زندگی کی ہر جنگ جیت لی۔ جو انسان صبر و تحمل اور تسلیم و رضا کا دامن تھام کر رضائے الٰہی کو اپنا مطمعِ نظر بنالے، کامیابی بالآخر اُسی کا مقدر بنتی ہے اور وہ بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہو جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خون سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اُس راہ میں جان کی کیا پرواہ جاتی ہے اگر تو جانے دو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صادق اور مومن کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ نہایت اخلاص اور انشراح صدر کے ساتھ خدا کی رضا کو مقدم کر لیتا ہے اور اُس پر خوش ہو جاتا ہے۔ کوئی شکوہ اور بدظنی نہیں کرتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ پس صبر کرنے والوں کو بشارت دو، یہ نہیں فرمایا کہ دعا کرنے والوں کو بشارت دو بلکہ فرمایا کہ صبر کرنے والوں کو۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ انسان اگر بظاہر اپنی دعاؤں میں ناکامی دیکھے تو گھبرا نہ جاوے بلکہ صبر اور استقلال سے خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرے۔"

(الحکم 10 اکتوبر 1902ء)

**سامعین!** صبر انبیاء اور صالحین کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے ہر قسم کے مصائب و آلام پر صبر و برداشت کے اعلیٰ نمونے دکھائے اور سب سے بڑھ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصائب سب سے بڑھ کر تھے، تمام انبیاء پر مصائب اور تکالیف پڑیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تکالیف آئیں وہ سب سے بڑھ کر تھیں۔ حضرت عیسیٰ کا وقت بھی بہت تھوڑا تھا صرف تین سال لوگوں کو تبلیغ کی وہ بھی اکثر حصہ گمنامی میں گزر گیا۔ صرف ایک مصیبت واقعہ صلیب کی اُن پر پڑی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سخت مصائب پڑے۔ تیرہ سال تک بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ آپؐ نے مکّہ میں زندگی بسر کی اور ہر طرح کا دُکھ اُٹھایا اور آخر نہایت مجبوری کی حالت میں ہجرت کی۔ آپؐ پر تکالیف سب سے بڑھ کر تھیں۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 294-295)

پتھر کھا کر دعائیں دینا، تکلیف پہنچانے والوں کی عیادت کرنا، قتل کی کوششیں کرنے والوں کو بلاجھجک معاف کر دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی کا خاصہ تھا۔ دشمنانِ اسلام آپؐ کو جادوگر کہتے تو کبھی شاعر اور کبھی دیوانہ ٹھہراتے۔ کفارِ عرب نے آپؐ کے خلاف جسمانی اذیتوں اور تکالیف کے جو طریقے آزمائے وہ اتنے بھیانک، ظالمانہ اور شرمناک تھے کہ انسانیت بھی ایسی حرکتوں سے شرما جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر واستقامت اور حوصلہ سے یہ سب کچھ برداشت کرتے اور رات کی تنہائیوں میں اپنے مولیٰ کے حضور عرض کرتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ جانتے نہیں۔

(بخاری کتاب الجہاد باب غزوۃ احد)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا بڑا مقام تھا آپؐ پر ابتلاء بھی اُسی مناسبت سے آئے۔ دین کی راہ میں کفار اور مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفیں بھی برداشت کیں اور اپنے عزیزوں، پیاروں کی وفات کے صدمے بھی کمال صبر سے برداشت کئے۔

اپنی عزیز بیوی حضرت خدیجہؓ کی جدائی پر، اپنے کئی بیٹوں اور بیٹیوں کی وفات پر جن کی تعداد گیارہ تک بیان کی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر سے راضی برضا رہے۔

مشہور اطالوی مستشرق ڈاکٹر وگلیری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر واستقامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قریش کے ... مظالم کو صبر سے برداشت کیا اور بالآخر آپؐ کو اذنِ الٰہی ملا کہ آپؐ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ پس مجبور ہو کر آپؐ نے تلوار کو بے نیام کیا۔"

(اسلام پر ایک نظر صفحہ 10-12 ترجمہ An interpretation of Islam)

مشہور مؤرخ گبن رسول اللہؐ کے صبر واستقامت کی دادیوں دیتا ہے:

"اُن سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہ گزرا تھا جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)"

(گبن، زوال سلطنت روما صفحہ 108 بحوالہ نقوشِ رسولؐ نمبر جلد 11 صفحہ 548)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے عربی قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

لِلّٰہِ دَرُّکَ یَا اِمَامَ الْعَالَمِ
اَنْتَ السَّبُوْقُ وَ سَیِّدُ الشُّجْعَانِ

آفرین تجھ پر اے دنیا کے امام! تو سب پر سبقت لے گیا ہے اور بہادروں کا سردار ہے۔

صبر سے ایمان و یقین کی پختگی کا پتہ چلتا ہے۔ صبر گناہوں کا کفارہ ہے۔ صبر خشوع و عاجزی پیدا کرتا ہے۔ صبر سے صدق و تقویٰ کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ صبر سے ہدایت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے بارہ میں فرماتا ہے۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (البقرۃ:157) اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ صبر سے اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔

انبیاء اور ان کے ماننے والے مخالفین کے تیار کردہ آگ کے دریاؤں سے صبر اور استقامت سے گزرے، اُن کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور انہوں نے مصائب کا سینہ چیرتے ہوئے عشق و وفا اور صبر واستقامت کی قندیلیں روشن کیں، دشمنوں کی اذیتیں اور مصائب انبیاء اور ان کے ماننے والوں کے صبر و تحمل کے سامنے شکست کھا گئے اور خدا کا وعدہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، ببانگِ دُھل پورا ہوا۔

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم کو سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

**حضرات!** صبر رحمتِ الٰہی کو جذب کرنے کا نہایت اہم ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں اندوہناک خبر سنائی گئی، حضرت ایوب علیہ السلام کا مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر کرنا، حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں رہے، حضرت عائشہؓ پر جھوٹا الزام لگایا گیا، صحابہ رضوان اللہ اجمعین کو جو سختیاں برداشت کرنی پڑیں ان کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے بھی صبر کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ آفرین ہے اُن سب پر کسی ایک نے بھی ایک لمحہ کے لیے بھی استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مشکل حالات میں صبر کے یہ پیکر صبر کی انگلی پکڑ کر اتنا چلے کہ راستے حیران رہ گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنگل بیاباں میں چھوڑ گئے تو حضرت ہاجرہ کا صبر اور اللہ تعالیٰ کے حضور التجائیں ہی تھیں کہ خالقِ کائنات نے سنگلاخ زمین سے لازوال چشمہ جاری کر کے جنگل بیابان میں "مکہ" جیسا شہر آباد کر دیا اور دنیا نے ایک دفعہ پھر اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کہ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے کا ایمان افروز نظارہ دیکھا۔ قرآن کریم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعہ میں صبر جمیل کا ذکر ہے۔ صبر جمیل اس صبر کو کہتے ہیں جس کے اندر یا جس کے ساتھ کوئی شکوہ شامل نہ ہو۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ صبر جمیل کیا ہوتا ہے۔ فرمایا جب تم آزمائے جا رہے ہو اور تمہارا دل کہہ رہا ہو۔ الحمد للہ

جس انسان کو اللہ کے ہر کام میں حکمت ہونے کی سمجھ آجائے، وہ زندگی میں کسی بھی واقعہ کے رونما ہونے پر شکوہ نہیں کرتا، صرف تسلیم اور فکر کرتا ہے۔ خالقِ کائنات ایسے کسی امتحان سے انسان کو دوچار نہیں کرتا، جس سے نمٹنے کی اسے قوت نہ بخشی ہو۔ صدمہ جتنا بھی بڑا ہو، صبر دینے والا صبر عطا کرتا ہے تو زندگی کا قدم آگے بڑھتا ہے اگر غم کے ساتھ صبر کی تخلیق نہ کی گئی ہوتی تو دنیا کب کی ویرانہ بن چکی ہوتی۔ صبر کی مرہم غم کو مندمل کرتی ہے اور کاروانِ انسانیت مصروفِ سفر رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ صبر ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو کبھی بھی گرنے نہیں دیتی۔ نہ کسی کے قدموں میں اور نہ کسی کی نظروں میں۔ مومن مصیبتوں کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرتا ہے اور مصائب کی بھٹی سے کندن بن کر نکلتا ہے۔

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

مومن کو آزمائشوں کے لئے تیار رہنا چاہیے اور ثابت قدمی کے لئے خدا ہی سے مدد مانگنی چاہیے۔ آخری فتح صبر کی ہی ہوتی ہے۔ صابر، غیر صابر سے افضل ہے۔ لوگوں کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق سے پیش آنا، اُن کے حقوق ادا کرنا، دوسروں کو تکلیف دینے سے پرہیز کرنا اور سارے معاملات میں امانتداری اور دیانتداری کا ثبوت دینا صبر کی بہترین مثالیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ مسلمان جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے اُس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر نہیں کرتا۔"

(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ کے آگے جھکو، اللہ کے آگے جھکو، اللہ کے آگے جھکو۔ یہ عارضی امتحان ہیں جو گزر جائیں گے۔ اُس قادر مطلق کا ہاتھ ہم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا رحم مانگتے ہوئے اس امتحان کو دعاؤں کے ذریعہ ہلکا کرنے کی کوشش کرو۔ دعائیں کریں اور دعائیں کریں اور پھر دعائیں کریں۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے پس تو ہمیں بخش دے، ہم پر رحم کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سے بہترین ہے.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی ہوتی تھی تو یہ دعا کرتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اے حی و قیوم خدا! مَیں تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 543)

فضلِ خدا کا سایہ ہم پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک، ہر شب بخیر گزرے

**سامعین!** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے۔ جسے ہوائیں مسلسل جُھکاتی رہتی ہیں اور مومن پر مسلسل آزمائشیں آتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال سُنبل کے درخت کی سی ہے جو ہواؤں کے آنے پر نہیں جھکتا یہاں تک کہ اکھیڑ کر پھینک دیا جاتا ہے۔

(مسلم،کتاب صفات المنافقین)

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپؐ بخار سے تپ رہے تھے۔ مَیں نے لحاف کے اوپر اپنے ہاتھ رکھے تو مَیں نے آپ کے بدن کی تپش محسوس کی۔ اس پر مَیں نے کہا یارسول اللہ! آپ پر بخار کی اتنی شدت کیوں ہے؟ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے آزمائشیں اِسی طرح شدید ہوتی ہیں اور ہمیں اجر بھی بہت بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں مَیں نے عرض کی یارسول اللہ! سب سے سخت آزمائشیں کن لوگوں پر آتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انبیاء پر۔ راوی کہتے ہیں۔ مَیں نے عرض کی یارسول اللہ! انبیاء کے بعد کن لوگوں پر سخت آزمائشیں آتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صالح لوگوں پر۔ ان میں سے کوئی تو غربت میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور ان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اُن میں سے کسی کے پاس صرف جُبّہ رہ جاتا ہے جسے وہ اپنے گرد لپیٹ لیتا ہے اور ان میں سے کوئی اپنی آزمائش پر اس طرح خوش ہوتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنی آسائش کے زمانہ میں خوش ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الصبر علی البلاء حدیث نمبر 4024)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔۔۔ لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے تم انبیاء ورسل سے زیادہ نہیں ہو۔ ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لیے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء ورسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا... تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو! مَیں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو... مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 156-157)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اُن صابر بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جنہیں جب بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اللہ کے حکم کے مطابق ''اِنَّا لِلّٰہِ'' پڑھ کر یہ دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ أْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا کہ اے اللہ! مجھے اس مصیبت کا اجر عطا کر اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا کر۔ آمین

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿